مؤلف

علامہ مولانا ابوالیاس امام الدین کوٹلی سیالکوٹ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غرضِ تالیف

آج کل جو اسلام کو زوال آ رہا ہے وہ مسلمانوں کی غفلت سے آ رہا ہے' اگر مسلمان اسلام پر مضبوط رہتے تو کبھی تنزل کا منہ نہ دیکھتے' جو شخص میٹھی نیند سو جاتا ہے وہی اپنا گھر لٹا دیتا ہے۔

جسدے گھر نوں چور چوطرفوں چاہوں سَن لگائی

اوہ کیوں غفلت کرے نکارا، نیند رکیونکر آئی

سبب غفلت کا صرف یہی ہے، کہ خدا پر پورا ایمان نہیں' اگر ہے تو خدا کو اب عاجز سمجھ رکھا ہے، حالانکہ خدا ہی طاقت کا مالک ہے پارہ ۲۰ رکوع آخر

جس طاقت سے اس نے قومِ نوح کو تباہ کیا تھا،

جس طاقت سے اس نے قومِ لوط کو پتھروں سے اوڑایا تھا،

جس طاقت سے اس نے قومِ عاد کو فنا کیا تھا،

جس طاقت سے اس نے قارون کو زمین میں دھنسا دیا تھا،

جس طاقت سے فرعون کو معہ لشکر پانی میں غرق کر دیا تھا،

جس طاقت سے حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما الصلوۃ والسلام کی قوم کو مسخ کر دیا تھا

خدا نے اپنی طاقت کو اپنی کلام میں بیان فرمایا:

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا......الخ: پارہ ۲۰ رکوع آخر۔

یعنی کہہ دے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی کو قدرت ہے کہ بھیجے عذاب

تم پر تمہارے اُوپر یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا ٹھہرائے تم کو فرقے فرقے،

جب یہ آیت اُتری حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت فکر لاحق ہوا، آپ نے دُعا فرمائی جیسا کہ آپ خود اِرشاد فرماتے ہیں:

سَاَلْتُ رَبِّیْ ثَلَاثًا فَاَعْطَانِیْ ثِنْتَیْنِ وَمَنَعَنِیْ وَاحِدَةً (مشکوۃ)

یعنی مَیں نے تین دُعائیں مانگیں دو قبول ہو گئیں، ایک کی اجازت نہ ہوئی۔

وہ یہی دعائیں تھیں کہ خُدایا میری اُمّت کو تلے اُوپر کے عذاب سے بچانا اور میری امت کی صُورتیں بھی مسخ نہ ہوں، یہ دونوں قبول ہوئیں، جب میں نے عرض کیا کہ خدایا میری اُمّت میں اختلاف نہ ہو تو خدا نے فرمایا کہ یہ نہ کہو!

پس مذکورہ بالا آیت سے ثابت ہو کہ عذابِ دُنیا تین قسم پر ہے،

عذابِ زیر و بالا مسخ یہ دونوں بہ سبب مانگنے دُعا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موقوف ہوئے، ایک تفرقہ باقی رہا جو آج کل نمودار ہو رہا ہے۔

کوئی خُدا کا منکر مثل دہریہ کے،

کوئی رسُول کا منکر مثل چکڑالوی کے،

کوئی خلفاء ثلاثہ کا منکر مثل شیعہ کے،

کوئی ائمہ اربعہ کا منکر مثل وہابیوں کے،

کسی نے خدائی نئی بنالی مثل قادیانی کے،

یہ کیوں ہوا اس لئے کہ لوگوں نے اسلام کو چھوڑ دیا، اور تفرقہ کے عذاب کے مستحق ہو گئے۔

غرضیکہ تفرقہ بھی ایک عذاب ہے، جس کو خدا نے شیعہ کے نام سے موسوم کیا ہے جو آج کل مثل وباء کے پھیل رہا ہے خدا تعالیٰ اس عذاب سے مسلمانوں کو بچائے آمین!

اگر کوئی تقدیراً اسلامی کام کرتا بھی ہے، تو پورا نہیں کرتا اگر نماز ہے تو وہ بھی کم کردی، ایک فرقہ نے نفل چھوڑ دئے، ایک فرقہ نے سنتیں بھی چھوڑ دیں، ایک امام حسین کے عاشق انہوں نے فرض بھی چھوڑ دئے اور کہا کہ یہ ظاہری نماز کا کہیں حکم نہیں، باطنی نماز ہی ہے، داڑھی چٹ، مونچھیں چوہے کی طرح دراز، بھنگ چرس خوراک، خدا ورسول کا حکم پسِ پُشت ڈال دیا، خود بھی گمراہ ہوئے لوگوں کو بھی گمراہ کیا، جاہل لوگ جو پہلے ان سے بیزار تھے فوراً مان کر شیعہ نام رکھ لیتے ہیں اور بجائے السلام علیکم، یاعلی مدد کہنا شروع کر دیتے ہیں، ان سادہ لوگ مسلمانوں کے لئے یہ چند حُروف لکھتا ہوں کہ مسلمان بے چارے اس وباءِ شیعہ مذہب سے بچ جائیں۔

میں ان لوگوں کے عقیدہ کو قرآن ہی سے رد کروں گا، کیوں کہ حدیثوں کی بابت یہ فرقہ کہہ دیتا ہے کہ جُھوٹ ہے، چونکہ عوام کے پاس کتابیں نہیں ہوتیں، نہ وہ پڑھنا جانتے ہیں، اس لئے حدیثیں پیش کرنی کارگر نہیں ہوتیں، اب میں بطور سوال وجواب کے شیعہ واہلِ سنت کی سُرخی سے لکھوں گا۔

شیعہ: السّلام علیکم کہنا سنیوں کی علامت ہے، ہمارے پاک مذہب میں یاعلی مدد ہے

اہلِ سنت: حضور علیہ الصّلاۃ والسّلام کو خُداتعالٰی نے ارشاد فرمایا:

وَاِذَاجَآءَ کَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَافَقُلْ سَلٰامٌ عَلَیْکُمْ کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ، پارہ ۷، رکوع ۱۱،

یعنی جب تمہارے پاس اے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایمان والے لوگ آئیں تو ان کو السلام علیکم کیا کرو، اس پر خدا تعالٰی رحمت نازل فرمائے گا۔

معلوم ہوا کہ بوقتِ ملاقات السّلام علیکم کہنا خداوندی ارشاد ہے۔

جس کو شیعہ لوگ عمداً ترک کرتے ہیں۔

قرآن شریف پارہ ۱۸، رکوع ۱۳ میں خدا کا حکم ہے کہ جب تم گھر میں داخل ہو تو اپنی جانوں پر السلام علیکم کہا کرو۔

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ تَحِیَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ مُبٰرَکَةً طَیِّبَةً.

جب تم داخل ہو اپنے گھروں میں تو اپنی جانوں پر سلام کیا کرو یعنی اپنے دین والوں پر (اس لئے کہ سب ایمان والے ایک جان کی مثل ہیں) سلام کہنا اللہ کی طرف سے دعا ہے بڑی برکت والی پاک۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ مسلمانوں کو حکم ہے کہ جب اپنے دین والا ملے تو السلام علیکم کہا کریں، جو خدا تعالیٰ کے فرمان کو ترک کرے اس کی بجائے یا علی مدد کہے وہ بے شک خدا کا منکر بے دین ہے۔

قرآن شریف پارہ ۱۸ رکوع ۹ میں حکم ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَھْلِھَا.

اے ایمان والے لوگو! غیر کے گھروں میں نہ داخل ہو، یہاں تک کہ اجازت حاصل کرو اور اس گھر والوں پر سلام بھی کرو،

یہ نہیں فرمایا: کہ غیر کے گھروں میں جا کر یا علی مدد کہو! جو شخص بجائے السلام علیکم کے یا علی مدد کہے وہ خدا کی کلام کو بدلنے والا ہے خدا کی اس پر لعنت ہے۔

پارہ ۵، رکوع ۳، آیت:

مِنَ الَّذِیْنَ ھَادُوْا یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِھَا ط وَلٰکِنْ لَّعَنَھُمُ اللّٰہُ بِکُفْرِھِمْ.

یہودیوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو کلمات کو ان کی جگہ سے بدلتے ہیں

اور لیکن اللہ نے ان پر لعنت فرمائی۔

پڑھو خدا ان پر لعنت کرتا ہے، جنہوں نے قرآنِ مجید کو بدل ڈالا بجائے السلام علیکم یا علی مدد مقرر کرلیا ہے۔

جنّت: کے فرشتے جب جنتی لوگوں کو دیکھیں گے کہیں گے:

سَلَامٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِیْنَ. پارہ ۲۴، رکوع ۴

تم پر سلام ہو تم اچھے ہوئے تو داخل ہو جاؤ باغوں میں ہمیشہ کے لئے۔

اس میں بھی وقتِ ملاقات السلام علیکم کہنا ہی ثابت ہوا جن کو شیعہ لوگ عمداً ترک کرتے ہیں،

اگر کوئی اجنبی شخص آجائے اگر وہ السلام علیکم کہے تو اس کو مومن جانو!

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰی اِلَیْکُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا. پارہ ۵، رکوع ۹،

جو تم پر السلام علیکم کہے تم اس کو یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں۔

پس اس آیت سے ثابت ہوا کہ ایمان دار کی پختہ نشانی ہے کہ وہ السلام علیکم کہا کرے، اگر یہ نہ کہے تو اسے کون مومن کہہ سکتا ہے؟

شیعہ: داڑھی کٹا کر مونچھیں دراز رکھنی چاہئیں کیوں کہ یہ شاہ پر ہیں۔

اہلِ سنت: تم اس لئے یہ کام کرتے ہو کہ مسلمانوں کی مخالفت کی جائے ورنہ حضرت علی نے داڑھی شریف کٹائی، نہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلکہ شیعہ لوگوں کے بوڑھے مولوی بھی نہیں کٹاتے۔

خاص کر شیعہ جب جوانی سے ڈھل جاتے ہیں، تو داڑھی رکھ لیتے ہیں، جوانی دکھانے کے لئے داڑھی کٹاتے ہیں،

اور حضرت علی کا نام بدنام کرتے ہیں، انہوں نے داڑھی تو بوڑھے ہونے
تک نہیں کٹائی، چنانچہ انہی کی کتاب اطواق الحمایت میں لکھا ہے:

ثُمَّ قَبَضَ عَلٰی لِحْیَتِہٖ وَھِیَ بَیْضَاءُ.

یعنی داڑھی اتنی تھی کہ پنجہ میں آ سکتی تھی، اور سفید تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام جب کوہِ طُور پہاڑ سے واپس آئے تو حضرت
ہارون پر غصہ ہوئے اور داڑھی پکڑ لی، تو حضرت ہارون نے کہا:

یَاابْنَ اُمَّ لَاتَاْخُذْ بِلِحْیَتِیْ وَلَابِرَاْسِیْ. پارہ ۱۶ ع، ۱۳،

اے میری ماں کے بیٹے نہ پکڑ میری داڑھی، اور نہ پکڑ میرا سر!

پس اس آیت سے ثابت ہوا کہ داڑھی رکھنا طریقہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام
کا ہے، داڑھی رکھنے کے بارہ میں حدیثیں شیعہ وسُنّی کی کتابوں میں بکثرت موجود
ہیں، مگر میں کلامِ الٰہی پر اکتفا کرتا ہوں۔

شیعہ: شراب اور بھنگ کا گھوٹا مجذوبی اور فقر کا خاصہ لازمہ ہے اگر چہ بظاہر بھنگ
شراب ہے، مگر حقیقت میں دودھ ہوتا ہے۔

اہلِ سنت: کیا رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی کوئی بڑھ کر فقیر ہے
جب انہوں نے شراب اور بھنگ نہیں پیا، تو آج کون شخص ہے جو ان سے بڑھ کر
فقیری دعویٰ کرے اور حرام چیز کھائے۔

خدا تعالیٰ نے اپنے قرآن مجید پارہ ۷، رکوع ۲ میں فرمایا ہے:

یَآاَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوْآ اِنَّمَاالْخَمْرُوَالْمَیْسِرُوَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ
رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ.

اے ایمان والو شراب اور جوا اور بت اور پانسے پلید ہیں کام ہیں شیطان

...کے، پس ان سے بچو! تاکہ تم خلاصی پاؤ۔

پس جو نشہ لانے والی شئے ہے، وہی خمر ہے، وہی شراب ہے اس میں جو حرمت کی علت ہے، وہی علت بھنگ میں ہے، اس لئے بھنگ بھی حرام ہوئی۔

پارہ ۲ رکوع ۱۰ میں ہے

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ ، قُلْ فِیْهِمَآ اِثْمٌ کَبِیْرٌ.

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوال کرتے ہیں آپ سے جُوے اور شراب کے بارے میں تو آپ فرمادیں کہ ان میں بڑا گناہ ہے۔

پس جب شراب کو جو نشہ لانے والی چیز ہے، خدا نے پلید اور گناہ فرمایا، تو اس کو پاک اور ثواب کہنے والا کیوں نہ خدا کا مخالف سمجھا جائے گا، جو خدا کی بے فرمانی کرے وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا:

وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا. پارہ ۲۹ رکوع ۱۱.

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو بلاشک اس کے لئے جہنم کی آگ ہے اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

دوزخ ہمیشہ کافروں کے لئے ہے تو گویا بھنگ شراب پینے والا کافروں کے ساتھ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

شیعہ: یہ ظاہری نمازیں پڑھنے سے کوئی فائدہ نہیں یہ ملّاں لوگوں نے بنائی ہیں اصل نماز دل کی ہے۔

اہلِ سنت: یہ بات مُسلّم ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا درجہ سب سے بڑا ہے۔ ان کے ساتھ نہ کوئی نبی نہ کوئی امام نہ کوئی اور مل سکتا ہے۔

بعد از خدا بزرگ تو ئی قصہ مختصر

تو جب انہوں نے دلی نماز پر اکتفا نہیں کیا، یہ ظاہری نماز پڑھتے رہے، تو ان سے بڑھ کو کون ہے جو اس نماز کو ترک کرے خدا تعالیٰ اپنی کلام میں فرماتا ہے:

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَاتَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ. پارہ ۲۱، ع ۶.

یعنی پڑھو نماز مشرک نہ بنو!

معلوم ہوا کہ نماز کا انکار شرک ہے جس کے لئے بخشش نہیں۔

پارہ ۱۵ رکوع ۶ میں خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يُلْقَوْنَ غَيًّا.

پس ان کے بعد کچھ ایسے ناخلف پیدا ہوئے کہ ضائع کیا انہوں نے نمازوں کو اور پیروی کی خواہشوں کی پس قریب ہے کہ ڈالے جائیں گے دوزخ میں۔

اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ جب لوگوں نے اپنے نفسوں کی پیروی کی بھنگ چرس میں مشغول رہے نماز ترک کر دی ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

جنّتی لوگ

وہ لوگ جو جنت میں ہوں گے دوزخ دیکھنی چاہیں گے تو حکم ہوگا، کہ دیکھو! جب وہ دوزخ پر آئیں گے تو دیکھیں گے وہاں وہ لوگ بھی ہوں گے جو دنیا میں مسلمان کہلاتے تھے اور اہل بیت کی محبت کا دعویٰ رکھتے تھے، جنتی لوگ پوچھیں گے۔

مَاسَلَكَكُمْ فِيْ سَقَر.

تم کو یہاں کون سی چیز لائی؟

، وہ جواب دیں گے کہ ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور مسکینوں کو کھانا نہ دیتے تھے۔

قَالُوْا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ وَلَمْ نَکُ نُطْعِمُ الْمِسْکِیْنَ

پارہ ۲۹، سورہ مدثر۔

معلوم ہوا کہ بے نمازی کا ٹھکانا جہنم ہے،

شیعہ: ہمارے مذہب میں جمعہ پڑھنا حرام ہے، جیسا کہ ہماری کتاب مصائب النواصب میں لکھا ہے:

فِیْ صَلٰوۃِ الْجُمُعَۃِ اَقْوَالٌ اَحَدُھَا بِالتَّحْرِیْمِ وَھُوَ قَوْلُ مُرْتَضٰی.

یعنی نمازِ جمعہ میں تین قول ہیں ایک جمعہ حرام ہونے کا ہے وہی قول حضرت علی مرتضٰی کا ہے۔ شیعہ پلٹ حصہ دوم صفحہ نمبر ۱۷۔

اہلِ سنت: افسوس نص قرآنی کا خلاف کر کے پھر بھی مسلمانی کا دعوٰی تف ایسی مسلمانی پر!

خداتعالی پارہ ۲۸، سورۃ جمعہ میں فرماتا ہے:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ.

اے ایمان والو جب جمعہ کی اذان ہو، تو خرید وفروخت چھوڑ کر چلے آ ؤ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

شیعہ کہتے ہیں کہ یہ کام جس کو خدا بہتر کہتا ہے حرام ہے، بتاؤ جو خدا کے حلال کو حرام کہے خدا کے ناجائز کو جائز کہے وہ بھی مسلمان رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

شیعہ: اہلِ سنت اہلِ بیت کے دشمن ہیں اُن کو اچھا نہیں جانتے نہ ہی معصوم جانتے ہیں حالانکہ قرآن مجید میں ان کا معصوم ہونا نص قطعی سے ثابت ہے،

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ...... الخ:

بے شک اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے پلیدی کو دور کر دے......

اہل سنت: یہ تمہارا کہنا سراسر جھوٹ ہے ہم تو ان کو اپنا سرتاج سمجھتے ہیں آپ ہی لوگ ان کو بُرا کہتے ہو، حضرت علی بلکہ کُل آلِ نبی پر الزام دیتے ہو، کہ انہوں نے اپنی تمام عمر میں حق چھپا رکھا، پہلے بھی ان کی نامردی ظاہر کی یہ ہر کوئی جانتا ہے حق چھپانے والا منافق ہوتا ہے، اور جو منافق کہے وہ محبّ کہلائے اور جو مومن چوتھا خلیفہ مانے اس کو دشمن کہا جائے۔

آیتِ مذکورہ بالا میں لفظ اہلِ بیت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج مطہرات کے حق میں وارد ہے، نہ کہ آلِ رسول کے حق میں، آلِ رسول تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دعا مانگ کر داخل کیا تھا۔

قرآن شریف کو غور سے پڑھو اور سوچو! کہ اہل بیت خدا نے کس کو کہا۔ پارہ ۲۱ سے ۲۲ تک پڑھو، تمام رکوعہ میں حضور کے ازواج ہی مراد ہیں، شروع آیۃ

يَـآاَيُّهَـا النَّبِـيُّ قُـلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُـرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا سے لے کر **وَاَعْتَدْنَالَهُمْ رِزْقًا كَرِيْمًا** تک تلاوت کرو!

اس کے بعد پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج کو مخاطب فرمایا:

يَانِسَـآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ...... اِنَّمَا يُرِيْدُاللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ...... الخ

اے نبی کی عورتو! تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو، اگر تم اللہ سے ڈرتی رہو پس نرم نرم بات نہ کہو پھر طمع کرے گا وہ شخص جس کے دل میں بیماری ہے: اور بات اچھی کہو، اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو، باہر نہ نکلو جیسا کہ جاہلیت میں دستور تھا، نماز پڑھا کرو، زکوٰۃ دیا کرو خدا اور رسول کی تابعداری کیا کرو، تحقیق اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کر دے تم سے بُری باتیں، اے گھر والو اور پاک کر دے تم کو پاک کرنا۔

پھر آگے فرمایا:

وَاذْكُرْنَ مَايُتْلٰى فِىْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِاِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًاخَبِيْرًا۔

یعنی یاد کرو جو پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں اللہ کی آیتیں اور حکمت، تحقیق اللہ تعالیٰ بھیدوں کا خبر رکھنے والا ہے۔

حاصل مطلب ان دونوں آیتوں کا یعنی انمایریدو الله الخ اور واذ کرن مایتلی علیکم کا یہ ہے کہ اے نبی کی بیبیو! ہم ارادہ کرتے ہیں کہ تم کو آلودگیٔ گناہوں سے پاک رکھیں اور تم پر لازم ہے کہ جو آیتیں ہم بھیجیں ان کو اپنے گھروں میں دن رات تلاوت کیا کرو تحقیق اللہ تعالیٰ سب باتوں کا جاننے والا ہے۔

• لفظ اہل بیت سے اکثر عورت ہی مراد ہوتی ہے، فارسی میں اہل خانہ عربی میں اہل بیت سے گھر کی عورت ہی مراد ہوتی ہے، پنجابی میں بھی جس کی عورت مر جائے تو کہتے ہیں کہ اس کے گھر والی فوت ہوگئی ہے، یا کوئی سائل کسی کے گھر جائے اگر اس گھر میں رہنے والا نہ ہو تو اس میں اس کی دختر یا داماد ہی کیوں نہ ہو تو یہی کہیں گے کہ گھر والی گھر نہ ہے ایسا اس آیت سے نہ حضرت علی مراد ہیں نہ حسن نہ حسین صرف آپ کی بیبیاں مراد ہیں۔

قرآن شریف

قرآن شریف میں دوسری جگہ یہاں لفظ اہل بیت آیا ہے وہاں بھی زوجہ ہی مراد ہے۔

حضرت ابراہیم علیہم الصلاۃ والسلام کی بیوی کو جب فرشتوں نے بیٹا ہونے کی خوشخبری دی تو مائی صاحبہ سارہ نے کہا ہائے افسوس کہ میں جنوں گی، حالانکہ میں بوڑھی

ہوں اور میرا خاوند بھی بوڑھا ہے، یہ نہایت تعجب ہے، فرشتوں نے کہا:

قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ، اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. پارہ ۱۲، رکوع ۶۔

کہا فرشتوں نے: کیا تو تعجب کرتی ہے خدا کے حکم پر، اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہیں تم پر اے گھر والو تحقیق وہی تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔

اس سے یہ بھی اعتراض دفع ہو گیا کہ یطھر کم مذکر کا صیغہ ہے، یہاں بھی علیکم مذکر ہی ہے مگر مراد اس سے مونث ہے۔

اس جگہ بھی لفظ اہلِ بیت سے بالاتفاق شیعہ و سنی حضرت سارہ ہی مُراد ہے پھر آیت متنازعہ فیہا میں اہلِ بیت سے مراد خلاف محاورۂ قرآن غیرِ ازواج کیوں ہو جب بیٹیاں یا نواسے یا داماد دوسرے گھروں میں رہائش کر لیتے ہیں، تو ان پر لفظ اہل بیت کا اطلاق کس طرح صحیح ہو سکتا ہے، اپنے گھر میں حضرت علی رہتے تھے، حضرت فاطمہ بھی نکاح کے بعد حضرت علی کے گھر چلی گئیں، آپ کے گھر صرف بیبیاں ہی تھیں اس لئے اہلِ بیت سے حضور کے ازواج ہی مراد ہیں۔

اگر اہلِ بیت سے پنجتن پاک ہی مراد ہیں تو بھی ان کی معصومیت ثابت نہیں ہوتی۔

کیوں کہ ایسا تو عام مومنین کے لئے بھی خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے، پارہ ۶ ع،

وَلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ.

یعنی ارادہ کرتا ہے پاک کر دے تم کو اور پوری کر دے اپنی نعمتیں تم پر تا کہ تم شکر کرو۔

جیسا کہ اہلِ بیت کے حق میں یُطَهِّرَكُمْ فرمایا: ویسا ہی عام مومنین خصُوصاً خلفاءِ ثلٰثہ کے حق میں وارد ہوا ہے: اس میں پنج تن کی خصُوصیت کیا؟

ہاں اگر خصوصیت ہے تو اس میں ہے کہ اگر سادات میں سے کوئی غیر شرع کام کرے تو اس کو دوگنی سزا ہے۔ پارہ ۲۱ رکوع ۱۹، میں ارشاد ہے:

یَانِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَاْتِ مِنْکُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبَیِّنَةٍ یُضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ ضِعْفَیْنِ ، کَانَ ذَالِکَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرًا.

اے نبی کی بیبیو! جو تم سے ظاہر برا کام کرے اس کو دوگنا عذاب ہے اور یہ اللہ پر آسان ہے۔

عَلّامہ فخر الدّین رازی اپنی تفسیرِ کبیر میں یُوں فرماتے ہیں:

دوگنا عذاب کیوں ہے؟ اس لئے کہ غیر کی زوجہ کو تو گناہ کی سزا ہے، تو زوجۂ نبی کو ایک گناہ کی دوسری حضور کو ایذا پہنچانے کی کیوں کہ ان کا گناہ کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رنج میں ڈالنا ہے، ایسا ہی حضور کی اولاد کے لئے ہے، کیونکہ ان کا گناہ کرنا بھی حضور کو ایذا دینا ہے۔

اِنَّ زَوْجَةَ الْغَیْرِ تُعَذَّبُ عَلَی الزِّنَا بِسَبَبِ مَافِی الزِّنَامِنَ الْمَعْصِیَةِ وَزَوْجَةُ النَّبِیِّ تُعَذَّبُ اِنْ اَتَتْ بِهٖ لِذَالِکَ وَلِاِیْذَاءِ قَلْبِهٖ وَلِاِزْرَاءٍ بِمَنْصَبِهٖ عَلٰی هٰذَابَنَاتُ النَّبِیِّ کَذَالِکَ.

علامہ نے یہ بھی وجہ بیان کی ہے کہ غیر نبی سے اگر اس کا تعلّق ہوگا تو گویا اس نے غیر نبی کو پسند کیا، اور بہتر اور اولی جانا اور نبی کو اولیٰ جاننا چاہئے تھا اپنی جانوں سے بھی۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ.

نبی مومنوں کے ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہے۔

اس لئے بھی دوگناہ عذاب ہے اس کے علاوہ اور بھی انہوں نے وجہ لکھی ہے جس سے معلوم ہوا کہ اہلِ بیت کو زیادہ خطرہ ہے۔

جن لوگوں کا خیال ہے کہ اہلِ بیت یا سیّد لوگ خواہ غیر شرع ہوان کو کوئی نہیں وُہ بخشے ہوئے ہیں، اس کا جواب بھی خدا نے تھوڑے ہی لفظوں میں دیدیا ہے اور فرمایا:

وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا.

ہے یہ اللہ پر آسان۔

اس کے تلے امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں:

اَیْ لَيْسَ كَوْنُكُنَّ تَحْتَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَكَوْنُكُنَّ شَرِيْفَاتٍ جَلِيْلَاتٍ مِمَّا يَدْفَعُ الْعَذَابَ عَنْكُنَّ اَلَيْسَ اَمْرُ اللّٰهِ كَاَمْرِ الْخَلْقِ حَيْثُ يَتَعَذَّرُ عَنْهُمْ تَعْذِيْبُ الْاَعِزَّةِ بِسَبَبِ كَثْرَةِ اَوْلِيَائِهِمْ وَاَعْوَانِهِمْ اَوْشُفَعَائِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ.

تمہارا نبی کی بیوی ہونا اور شریف ہونا عذاب کو کو دور نہیں کرسکتا، یہ حکم مخلوق کی طرح نہیں ہے کہ کسی کے کہنے سے یا سفارش سے رہائی ہوجائے، ہرگز نہیں ایسا ہی ان کی اولاد کے لئے ہے۔

دیکھو حضرت نُوح جب کشتی پر سوار ہوئے اور دُعا کی کہ میرے بیٹے کو بھی یا خداوند تعالیٰ طوفان سے بچانا۔

وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ

یعنی میرا بیٹا میری اہلِ بیت ہے۔

تو خدا تعالیٰ نے فرمایا:

قال يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ. پارہ ۱۲ ع ۳۔

یعنی تیرا اہل بیت نہیں کیوں کہ اس کے عمل اچھے نہیں۔

اِس سے مَعلُوم ہوا کہ اہلِ بیت یا آلِ رسول اگر بُرے عمل کرے تو اس کو دوگنی سزا ہے، اس کو حسب نسب کوئی فائدہ نہ دے گی ہاں اگر عملِ صالح کریں تو ان کو دوگنا

ثواب ہوگا۔ شروع پارہ ۲۲۔

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَاۤ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا.

یعنی جو تم میں سے خدا اور رسول کی تابعداری کرے اور نیک عمل کرے اس کو دوگنا ثواب ہم دیں گے اس کے لئے ہم نے عزّت کی روزی تیار کی ہوئی ہے۔

اور کوئی یہ کہے کہ اہلِ بیت پنجتن اور ان کی اولاد ہی مُراد ہے ان کو طہارت حاصل ہو چکی ہے تو میں کہتا ہوں کہ اگر یہی مان لیا جائے تو لازم آئے گا کہ سیّد جو بھی ہو گناہوں سے پاک ہو، ان میں نجاست کُفر و شرک وغیرہ کی نہ ہو مگر جب ہم دیکھتے ہیں کہ آدمی کہتا ہے کہ میں اہلِ بیت اور سیّد ہوں اور اس کی یہ حالت ہے کہ نہ نماز ہے نہ روزہ، بھنگ اور چرس خُوراک ہے۔ بتاؤ خدا کو سچا سمجھا جائے جو یہ فرماتا ہے: میں نے اِن سے نجاستیں دُور کر دی ہیں، یا اس نام کے سیّد کو سیّد مانا جائے جس میں غیر شرع ہونے کی نجاست مَوجُود ہے؟ نہیں خُدا ہی سچا ہے وُہ شخص جُھوٹا ہے، سیّد نہیں۔

خُود شیعوں کی کتاب معانی الاخبار صفحہ ۲۶ میں موجود ہے:

مَنْ كَانَ مِنَّا فَلَمْ يُطِعِ اللّٰهَ فَلَيْسَ مِنَّا۔

یعنی امام رِضا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں جو سیّد ہو کر خُدا کا تابع نہیں وُہ ہم میں سے نہیں ہے۔

عمدۃ البیان صفحہ ۲۰۷ امام علی بن موسٰی رضا سے ہے:

وہ سیّد جس میں نُورِ فاطمہ روشن ہے اور تخمِ حسین سے پُرنُور ہے وُہ اصلی سیّد ہے نہ آگ میں جلے گا، نہ جنگل میں شیر و چیتا و ہاتھی خواہ کتنا بھی بھُوکا ہوگا کھائے گا، جس کو کھا جائے وُہ سید نہیں۔ آج کل کے سیّدوں کو تو مکھیاں دَم نہیں لینے دیتیں، اس کی

اصل میں فرق ہے، یہاں بالاتفاق نجاست عقائد کی ہے جس کا عقیدہ اہلِ سنت ہو وہی سیّد لائقِ تعظیم ہے، اگر اس کا عقیدہ شیعہ مذہب ہو علی کو تمام انبیاء سے افضل مانتا ہو، بلکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خُدا مانتا ہو، وہ کسی صُورت میں سیّد نہیں ہو سکتا، مقولہ شیعہ ؎

کوئی مَولا کہیں اور کوئی خُدا کہتے ہیں
یا علی جو تمہیں کہتے ہیں بجا کہتے ہیں
کیوں کر کہے نہ قوم نصاریٰ خدا علی
رکھتے ہیں اختیارِ بقاو فنا علی

(شیعہ پلٹ حصہ دوم صفحہ ۱۰)

اصُولِ کافی صفحہ ۱۰۱ میں لکھا ہے:

امامت نبوّت سے افضل ہے، حضرت ابراہیم کو نبوت ملی اس کے بعد امامت ملی اس سے ثابت ہوا کہ درجہ امامت درجہ نبوّت سے بڑھ کر ہے۔

شیعوں کی کتاب انوار الہدیٰ مطبوعہ یوسُفی دہلی صفحہ ۹۳ پر لکھا ہے:

شبِ معراج میں رسولِ خُدا سیر کرتے ہوئے، ایک موقعہ آسمان پر پہنچے، وہاں ایک شیر تھا جبریل علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے حکم سے رسولِ پاک صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنی انگوٹھی شیر کے مُنہ میں دے دی، جب آپ قابِ قوسین میں شیر برنج کھانے لگے تو ہاتھ خدا کی طرف سے نکلا، اس ہاتھ میں وہی انگوٹھی جو شیر کے منہ میں دی تھی پہنی ہوئی نظر آئی، جب آپ زمین پر آئے تو حضرت علی کو دیکھا وہی انگوٹھی ان کے ہاتھ میں ہے اُسی دن سے آپ کا لقب اسد اللہ ہوا جس سیّد کا یہ عقیدہ ہو وُہ ہرگز سیّد صحیح النسب نہیں ہے، اس سے ہر مسلمان کو بچنا چاہئے۔

شیعہ: ہمارا وجُود قدیم سے ہے تمام پیغمبر شیعہ تھے۔ آدم۔ نُوح۔ عیسیٰ۔ ابراہیم۔

موئے۔ سب شیعہ تھے، رسولِ پاک بھی شیعہ تھے۔

اہلِ سنت: توبہ کرو کوئی پیغمبر شیعہ نہ تھا، بلکہ شیعوں کی ہدایت کے لئے وہ آئے تھے۔

خدا تعالیٰ اپنی کلام پاک پارہ ۱۴ رکوع ۱ میں فرماتا ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ فِیْ شِیَعِ الْاَوَّلِیْنَ.

ہم بھیج چکے ہیں رسول تم سے پہلے اگلے شیعوں میں۔

اِس سے مَعلُوم ہوا کہ انبیاء خُود شیعہ نہ تھے بلکہ شیعوں کو اسلام سکھانے کے لئے آئے تھے، حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو خُدا نے خاص کر فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَھُمْ وَکَانُوْا شِیَعًا لَسْتَ مِنْھُمْ فِیْ شَیْءٍ.

جنہوں نے دین میں تفرقہ ڈال دیا اور شیعہ ہو گئے (اے محمد) تو ان میں سے نہیں ہے۔

جب خدا تعالیٰ نے صاف لفظوں میں فرمادیا کہ تُم شیعوں میں سے نہیں ہو، تو پھر ان کو شیعہ کہنا کس قدر توہین ہے، اللہ تعالیٰ ہدایت کرے شیعوں کو اتنی سمجھ نہیں کہ شیعہ خارجی کا وجُود تو اس وقت سے ہے جب بقول ان کے غصبِ خلافت ہوا۔

خارجی اور رافضیوں کی پہچان

جو لوگ تین یاروں کو مانتے اور ایک حضرت علی کو نہیں مانتے وہ خارجی کہلاتے ہیں، جو ایک حضرت علی کو مانتے اور تین کو نہیں مانتے وہ شیعہ اور رافضی کہلاتے ہیں۔

پھر پیغمبروں نوح، ابراہیم، مُوسیٰ، کا شیعہ ہونا چہ معنی دارد، جب نہ حضرت تھے نہ باقی یارانِ نبی اور حضرت رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر شیعہ ہوتے تو

تینوں یاروں کو ان کے دربار میں جگہ کاہے کو ملتی، وہ رسول کے شام وسحر کے رفیقِ سفر اور حضر کے ہمدم کیوں ہوتے، حضور ان کو بیٹیاں نہ دیتے نہ ان کی بیٹیاں لیتے، یہ تو فیصلہ ہو گیا کہ آپ شیعہ نہ تھے ورنہ ان کے مشیر کار کسی امر میں معین ومددگار نہ بنے رہتے، ان کے پیچھے نمازیں نہ پڑھتے، غنائم سے حصہ نہ لیتے، اپنے فرزندوں کے نام ان کے ناموں پر نہ رکھتے، اپنی بیٹی اُمِ کلثوم خلیفۂ دوم حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نِکاح میں نہ دیتے، اُن کی مدح وتوصیف میں رطب اللّسان نہ رہتے۔

غرض یہ کہ دربارِ مُرتضوی میں بھی دربارِ مُصطفوی کی طرح شیعیت کو جگہ نہ ملی بلکہ آپ مجمعِ عام میں برسرِ منبر اصحابِ رسول کی تعریف کر کے شیعیت کی مذمت فرماتے رہے، ہر چند تلاش کرو شیعت کا سراغ چلتا ہے تو اسی ابنِ سبا سے جس کو جنابِ امیر علیہ السّلام نے دھکیل کر مدینۂ رسول سے نکال دیا تھا اور مُلک بملک مارامارا پھرتا رہا

اب ہم قرآن شریف کی طرف رُجُوع کرتے ہیں، کہ قرآنِ مجید میں شیعیت کی نسبت کیا فیصلہ ہوا، شیعہ بڑا ناز کیا کرتے ہیں کہ ہمارا نام قرآنِ مجید میں بھی ہے لیکن سنیوں کا نام ونشان قرآن میں نہیں ملتا، یہ معلوم نہیں کہ قرآن میں جہاں کہیں لفظ شیعہ لکھا ہے مُراد اس سے کفّار اشرار ہیں۔

پس آؤ قرآن پاک کی ورق گردانی کریں، پھر شیعہ تفاسیر سے اس کا معنی تلاش کریں شاید شیعہ حضرات میں سے کسی کو سمجھ آئے کہ یہ منحوس نام قرآن میں نیکوں کی بجائے بدوں کے حق میں استعمال ہوا ہے۔

لفظ شیعہ کی مذمت قُرآن میں۔

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَافِی الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا. پارہ ۲۰ رکوع ۳

فرعون نے زمین میں غرور کیا اور کر دیا ان کے رہنے والوں کو شیعہ شیعہ اور شیعہ، فرعونی رعیت کا نام ہے، جس کا سرکردہ فرعون ہے. شیعو مبارک ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَکَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ پارہ ۸

دوسرا پاؤ۔

یعنی جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور ہو گئے وُہ شیعہ شیعہ، اے میرے حبیب تیرا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

،شیعہ کی مستند تفسیر عمدۃ البیان جلد پہلی صفحہ ۳۷۹، میں اس کا خلاصہ یہ لکھا ہوا ہے کہ اس جگہ شیعہ شیعہ کا لفظ یہود و نصارٰی وغیرہ کُفّار پر استعمال ہوا ہے۔

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓی اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِکُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِکُمْ اَوْ یَلْبِسَکُمْ شِیَعًا. پارہ ۷ پاؤ ۳،

اللہ اس بات پر قادِر ہے کہ بھیجے تم پر عذاب اُوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا تم شیعہ شیعہ ہو جاؤ!

آپس میں لڑائے ،یعنی ایسے عذاب میں اللہ تم کو خراب کرے عمدۃ البیان جلد اول صفحہ ۳۵۳ میں ہے کہ یہاں شیعہ شیعہ کا لفظ شریروں میں فتنہ بازوں اور فسادیوں پر استعمال ہوا ہے۔

وَتَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ مِنَ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَکَانُوْا شِیَعًا. ،پارہ ۲۱ ع ۶،

یعنی نہ ہو تم مشرکوں سے جنہوں نے تفرقہ ڈال دیا اپنے دین میں اور ہو گئے شیعہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ شیعہ مشرک لوگ تھے۔

کَمَا فُعِلَ بِاَشْیَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ،اِنَّهُمْ کَانُوْا فِیْ شَکٍّ مُّرِیْبٍ. ،پارہ ۲۲ ع، ۱۱ ،

یعنی ایسا کیا گیا اگلے شیعوں کے ساتھ بیشک وہ سخت شک میں تھے، یہاں بھی ان کافروں کو شیعہ کہا گیا ہے جو کعبہ کو گرانے آئے تھے۔

وَلَقَدْ اَھْلَکْنَا اَشْیَاعَکُمْ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ. ،پارہ ۲۷ ع،۹

البتہ ہم نے اگلے شیعوں کو ہلاک کر دیا تو کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا

اشیاع جمع شیعہ کی ہے، اس آیت میں بھی پہلے کافروں کو شیعہ کہا گیا ہے۔

فَوَرَبِّکَ لَنَحْشُرَنَّھُمْ وَالشَّیٰطِیْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّھُمْ حَوْلَ جَھَنَّمَ جِثِیًّا. ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ کُلِّ شِیْعَۃٍ اَیُّھُمْ اَشَدُّ عَلَی الرَّحْمٰنِ عِتِیًّا. ،پارہ ۱۶ ع،۷.

پس قسم ہے تیرے رب کی البتہ ہم ان کا اور شیطانوں کا حشر کریں گے، پھر ان کو کنارے دوزخ کے زانوں کے بل لائیں گے پھر ضرور کھینچ لائیں گے ہر شیعوں سے جو ہوگا، بہت سخت خدا پر سرکشی کی راہ سے۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ شیعوں کا حشر جو کافر تھے شیطانوں کے ساتھ ہوگا یہی خدا کے بے فرمان ہیں خدا تعالیٰ ایسے گروہ سے بچائے، آمین۔

ان تمام آیات میں لفظ شیعہ کا اطلاق کفار مشرکین، فتنہ باز، فسادیوں، یہود و نصاریٰ سرکش شیطان صفت گروہ پر ہوا ہے، پھر شیعہ خود ہی غور کریں کہ کیا وہ اس لفظ کا مصداق بننا چاہتے ہیں، لفظ شیعہ پر ناز ہے تو لیجئے ان آیات کا مصداق بننا گوارہ کیجئے، آخر قرآن کے لفظ تو ہیں، بقول شخصے ؎

کعبے سے اِن بُتوں کو بھی نسبت ہے دُور کی
گو واں نہیں پر واں سے نکالے ہوئے تو ہیں

ان دو آیات میں لفظ شیعہ کا اطلاق بظاہر اچھے معنے میں نظر آتا ہے جس سے شیعہ اپنی قدامت پر استدلال بھی کیا کرتے ہیں۔

ھٰذَا مِنْ شِیْعَتِہٖ وَھٰذَا مِنْ عَدُوِّہٖ. (پارہ ۲۰، پاؤ ۲)

یہ اس کے گروہ سے ہے اور یہ اسی کے دشمنوں سے۔

شیعہ کہتے ہیں کہ یہاں شیعہ کا معنی دوست ورفیق ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رُفقاء کو بھی شیعہ کہا جاتا ہے، لیکن یہ محض شیعہ کی خُوش فہمی اور عدم تدبُّر فی القرآن کا نتیجہ ہے، وُہ پہلا شخص گو حضرت موسیٰ کے قبیلہ بنی اسرائیل میں سے تھا، مگر منافق ومشرک تھا، اور اسی گروہ میں سے تھا، جو اس سے پہلی گوسالہ پرستی میں مبتلا ہوئے تھے بلکہ مُفسّرین فرماتے ہیں کہ اسی کا نام سامری تھا جو گوسالہ پرستوں کو اُستاد تھا یہی وجہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے دن بھی اسی شیعہ کو لفظ مُجرمین میں شمار کیا۔

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ فَلَنۡ اَکُوۡنَ ظَھِیۡرًا لِّلۡمُجۡرِمِیۡنَ.

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا اے رب جیسا تُو نے مجھ پر فضل کیا پھر میں کبھی گنہگاروں کا مددگار نہ ہوں گا۔

یعنی مَیں نے ایک مفسد بدکار کی مدد کر کے ایک جان کو ضائع کیا ہے، پھر ایسا کبھی نہ کروں گا پھر دوسرے دن تو اس کی نسبت صاف صاف فرمادیا:

اِنَّکَ لَغَوِیٌّ مُّبِیۡنٌ.

یعنی تو ایک مفسد بدخواہ بظاہر گمراہ ہے۔

پھر یہاں بھی لفظ شیعہ کا اطلاق اچھے شخص پر نہیں، بلکہ بُرے شخص پر اطلاق ہوا ہے یہ شخص موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دوست نُما دشمن مُنافِق تھا جس کی وجہ سے آپ کو شہر چھوڑ کر مدین کی طرف بھاگ جانا پڑا بڑی صعوباتِ سفر برداشت کرتے ہوئے، ایک نیک مرد شعیب کے ہاں جا کر پناہ لی، کئی سال اپنے وطن سے جلا وطن رہے غرض اس آیت سے بھی شیعہ کا مُدّعا پُورا نہیں ہوتا، بلکہ ان کی تردید ہوتی ہے۔

(۲) وَاِنَّ مِنۡ شِیۡعَتِہٖ لَاِبۡرٰھِیۡمَ اِذۡ جَآءَ رَبَّہٗ بِقَلۡبٍ سَلِیۡمٍ اِذۡ قَالَ لِاَبِیۡہِ وَقَوۡمِہٖ مَاذَا تَعۡبُدُوۡنَ. پارہ ۲۳، ع ۶۔

اس کے گروہ میں سے تھا ابراہیم جب کے آیا رب اپنے کی طرف سلامت دل لے کر۔

شیعہ کہتے ہیں کہ یہاں شیعہ کا لفظ ابراہیم پیغمبر پر اطلاق ہوا ہے، اور ابراہیم شیعہ تھے لیکن یہ بھی ان کی خوش فہمی اور قرآن دانی کا نتیجہ ہے، معنی آیت کا یہ ہے کہ ابراہیم کا تولد قوم شیعہ کفار میں ہوا جس سے نکل کر آپ اپنے رب کی طرف صاف دل ہو کر آ گئے۔ یہ پڑھو!

وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمَ لِاَبِيْهِ آذَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا آلِهَةً اِنِّيْ اَرٰكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ.

جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ آذر سے کیا تم بتوں کو اپنا معبود بناتے ہو میں دیکھتا ہوں تم کو اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں۔

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ خود شیعہ نہ تھے، بلکہ یہ ہے کہ قوم شیعہ اور قوم کفار سے نکل کر آپ ہدایت یافتہ ہو کر اپنے رب کے پاس آ گئے جو نوحؑ کے مخالف گمراہ قوم چلی آتی تھی، اور نوحؑ کے وعظ و نصیحت سے ان کو کچھ اثر تک نہ ہوا تھا یہ اس آیت کی تصدیق ہے، جس کا مضمون ہے:

اے رسول! ہم تجھ سے پہلے اگلے شیعوں میں بھی رسول بھیج چکے ہیں جو پیغمبروں کو ایذا پہنچاتے تھے۔

یہ دونوں آیات بھی پہلی آیات کی طرح شیعہ کے سخت مخالف ہیں، ہاں ان کی تفسیر کا فرق ہے۔

ہرگز نہ ہوئے مغز سخن سے آگاہ ❁ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

شیعہ کہتے ہیں کہ سُنیوں کا قرآن میں کہیں ذکر ہی نہیں، اس لئے ہم لفظ سُنّت کی قرآن میں تلاش کرتے ہیں۔

قرآن میں لفظ سُنّت

یُرِیْدُاللّٰهُ لِیُبَیِّنَ لَکُمْ وَیَهْدِیَکُمْ سُنَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ...... الخ
اِرادہ کرتاہے اللہ کہ بیان کرے تمہارے لئے اور ہدایت کرے تم کو ان لوگوں کے طریقوں کی جو تم سے پہلے ہوئے (پیغمبروں کی سُنّت)۔

سُنَّةَ مَنْ قَدْاَرْسَلْنَاقَبْلَکَ مِنْ رُّسُلِنَاوَلَاتَجِدُلِسُنَّتِنَاتَحْوِیْلًا. پارہ ۱۵، ع ۷،

یعنی طریقہ سنت ان رسولوں کا ہے، جو ہم نے پہلے بھیجے ہیں تجھ سے اور نہ پائے گا تو ہماری سنت میں تفاوت ایک جگہ۔

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِنَاتَبْدِیْلًا، پارہ ۲۶ رکوع ۱۰ آیا ہے
یعنی نہ پائے گا تو ہماری سنت کو بدلتا۔

پس قرآن شریف سے ثابت ہو گیا کہ لفظ شیعہ کا استعمال کافر، مشرک، مجرم غوی، بے فرمان، ٹھٹھاباز، رعیتِ فرعونؑ دینِ حق سے برطرفؑ پیغمبروں سے جُدا شُدہؑ رسُول سے بے زارؑ بد مذہبؑ فرعون پر ہوا ہے۔

اور لفظ سنت قرآن شریف میں انبیاء کے طریق پر استعمال ہوا ہے، پس ثابت ہوا کہ اہل سنت انبیاء علیہم الصلاۃ والتسلیمات کے طرق پر ہیں، اور شیعہ کافر مشرک فرعون کے طریق ہیں۔

تعزیہ پرستی

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْافِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًابَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ. فَرِحِیْنَ بِمَآ آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْابِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ لَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ. پارہ ۴ ع ۷،

مت گمان کرو تم ان لوگوں کو جو خُدا کے راستہ پر قتل ہوئے ہیں مُردے بلکہ
زندہ ہیں اپنے رب کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں، خوش ہیں ساتھ اس کے جو دیا ہے
اللہ نے ان کو اپنے فضل سے اور خوش ہوتے ہیں ساتھ ان کے جو ابھی نہیں ملے ان
سے پیچھے سے اس لئے کہ نہ ان کو ڈر ہے اور نہ غم کھاتے ہیں۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ شہید لوگ کھاتے پیتے اور خوشیاں کرتے ہیں کسی
طرح کا غم و فکر نہیں اسی طرح امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی خُوش وخُرّم ہوں گے
کھاتے پیتے ہوں گے کیوں کہ وہ بھی شہید ہوئے ہیں، اور جب وہ خُوش وخُرّم ہیں
کھاتے پیتے ہیں، تو پھر ان کا ماتم کرنا کیسا، اصل بات یہ ہے کہ امام حسین رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کا خوش رہنا کھانا پینا اُن کو نہیں بھاتا، اسی واسطے یہ روتے چلاتے ہیں کہ ہائے
یہ کیوں کھاتے پیتے اور خوش ہیں۔

جب خدا کہتا ہے کہ شہید زندہ ہیں، ان کو مُردہ نہ کہو تو پھر زندوں پر کیوں ماتم
کیا جائے ہاں ان کی زندگی کا تمہیں علم نہیں: سو اس کو یُوں سمجھو کہ جیسے، کوئی تمہارا قریبی
دُور دراز ولایت چلا گیا ہو اور تم کو بڑا مُعتبر آدمی کہے کہ وہ قریبی تمہارا زندہ اور عیش
عشرت میں ہے تو اِس کو سُن کر تم کسی اس کی پہلی مصیبت کو یاد کر کے ماتم نہ کرو گے، بلکہ
اس کی مصیبت دور ہو جانے اور راحت حاصل ہونے پر خوش ہو گے ایسا ہی امام حسین
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سمجھو!

یا اس کی مثال یُوں سمجھو کہ کسی کا دوست رجب کی ۴ تاریخ کو بیمار ہوا ہو یا
ایذاء پائی ہو پھر تھوڑے عرصہ کے بعد اس کو خُدا نے کُلّی صحت عطاء کی ہو پھر یہ کہ نعمت
کھانے پینے لگ جائے کوئی درد و غم اس کو نہ ہو زندگی نہایت چین میں بسر کرتا ہو، پھر
اس کا دوست ہر چار تاریخ رجب کو سوگ کرے سمجھانے پر بھی نہ سمجھے تو اس کو پاگل کہا
جائے گا یا نہ؟ ضرور کہا جائے گا، وہ دیوانہ ہے کیوں کہ گو اس کو تکلیف رہی مگر اب صحت

اب ہے، پھر سوگ کیسا ایسا ہی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جانو!

اسلام میں پہلا واقعہ وفات رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے مگر نہ اہلِ بیت نہ صحابہ کرام نے نوحہ کیا، نہ سینا کوبی کی نہ مرثیہ خوانی کی پھر اس کے بعد جنابِ علی کو نہایت بیدردی سے مسجد میں شہید کیا گیا، حسین نے ان کا ماتم نہ کیا نہ کوئی مجلسِ ماتم کی پھر امام حسن زہر سے شہید ہوئے حسین نے کوئی مجلسِ ماتم نہ کی نہ تعزیہ بنایا حضرت آدم سے لے کر رسولِ پاک تک نہ تعزیہ بنا نہ مہندی نہ دلدل حالانکہ کئی نبی کفار کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ. پارہ ارکوع ۶۔

ناحق نبیوں کو قتل کرتے۔

نہ کسی پیغمبر کی امت نے ایسا اکھاڑا بنایا ڈھول طنبو باجے وغیرہ اکٹھا کیا، نہ مرثیہ پڑھا نہ کاغذ نہ بانس کی مورتیں بنائیں، نہ ان پر چڑھے چڑھائے، جب کسی نے یہ کام نہیں کیا تو پھر ایسا کام کیوں نہ بدعت ہوگا؟

اس کی ایسی مثال ہے کہ جیسی کوئی گھوڑے کی تصویر بنا کر پھر اس کے آگے چارہ ڈالے، یونہی شیعہ لوگ اپنے اماموں کی تصویریں بنا کر چڑھاتے ہیں ماتم اس کا ہوتا ہے جو نہایت رنج اور عذاب میں ہو پوشیدہ نہیں ہے کہ یزید سخت عذاب میں ہوگا، سوائے غم کے کوئی خوشی کا سامان نہ ہوگا، اب تعزیہ نکالنے والے یزید کو عذاب میں جان کر صبر نہ کر سکے، گریہ و بکا شروع کرنا اپنا معمول بنالیا یہ کیوں اس لئے کہ ان کی یزید کے ساتھ محبت ہے، اگر محبت نہ ہوتی تو یزید کی پیروی نہ کرتے یزید نے پہلے یہ کام خود کیا سر امام حسین کا کٹا ہوا دیکھ کر کوفے والوں نے بڑی خوشی کی سر مبارک ایک تابوت میں رکھ کر خاطر انعام سب کے سب ڈھول اور باجے بجاتے گھوڑے سنگارے ہوئے ٹلیاں کھڑکاتے خوشیاں کرتے ہوئے یزید کے پاس پہنچے یزید ایک مجلس قائم

کرکے تخت[3] پر بیٹھا ناچ اور نقلیں شروع ہوئیں اتنے میں سر مبارک حاضر کیا گیا بڑے قریشی اُمراء[4] بھی مجلس میں موجود تھے، سرمبارک دیکھ کر سب کے سب چیخنے چلانے لگے سینہ کوبی شروع کی[5] یزید نے بھی رونا شروع کر دیا اور شمر کو بلا کر غصّہ ہوا اور کہا تم خدا کی لعنت ہو اے بدکار تو نے ظلم کیا اگر تمہارے[6] میں قرابت ہوتی تو ایسا ظلم کرتا ابنِ زیاد جو لشکر کا افسر تھا اس کو قتل کرا دیا، غرضیکہ اس نے اہلِ بیت کی بہت تعریف کی مرثیہ پڑھے اب بھی جو کوئی مثل ہنوداں جو دہلسر کا تابوت بتاتے ہیں اور رام وچھمن کا سوانگ بناتے ہیں تعزیہ نکالے گا یزید ہی کہلائے گا، مسلمانو! ایسے واہیات کام سے بچو!

بُت پرستی

بت پرستی ایسا عمل ہے جس کو خدا نے جابجا منع فرمایا ہے بُت وہی کہلائے گا، بت وہی ہوتا ہے، جو جاندار چیز کی شکل ہو جیسے سامری نے بچھڑا بنایا۔

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰی مِنْ ، بَعْدِہٖ مِنْ حُلِیِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ. پارہ ۹ ع،۶.

بنالیا موسیٰ کی قوم نے اس کے بعد اپنے زیور سے شکل بچھڑے کی وہ آواز بھی کرتا تھا، معبود جو نہ کلام کرتا اور نہ راہ دکھاتا تھا وہ ظالم۔

پھر آگے فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَیَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِنْ رَّبِّهِمْ ...... الخ:

یعنی جن لوگوں نے پکڑ لیا بچھڑے کو ان کو پہنچے گا غضب ان کے رب کا۔

دیکھو جنھوں نے مجسّم مورت بنائی اس کو ماننا شروع کیا تھا، خدا نے ان کو ظالم قرار دیا ان پر غضب نازل کیا، ایسا ہی جو تعزیہ بنائے گا اہلِ بیت

حاشیہ:۔ ا شیعوں کی اخبار ماتم صفحہ ۹۶۷،

۲ اخبار ماتم صفحہ ۹۶۷

۳ جلاالعیون صفحہ ۴۔ واخبار ماتم صفحہ ۹۶۷

۴ اخبار ماتم صفحہ ۱۰۰۷

۶ اخبار ماتم صفحہ ۱۰۰۲۔

کی مجسم مورتیں بنائے گا وہ سامری کا مُتَّبِع ظالم مغضوب علیہ میں سے ہوگا،

حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے باپ واپنی قوم کو مُورتوں سے منع کیا تھا۔

وَاِذْقَالَ لِاَبِیْہِ وَقَوْمِہٖ مَاھٰذَاالتَّمَاثِیْلُ الَّتِیْٓ اَنْتُمْ لَھَاعَاکِفُوْنَ. پارہ ۱۷ ع ۴،

کہ یہ نقلی بت ہیں جن کے اردگرد تم منہ کئے ہوئے ہو۔

تعزیہ محرم خالی از مقبور ہونے میں جُھوٹی قبر ہوکر بوجہ محرم پرستوں کے اپنے اردگرد اعتکاف نشینی کی صُورت میں مثالِ بت ہیں یعنی جُھوٹی نقل۔

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤمِنِیْنَ مَنْ جَدَّدَ قَبْرًااَوْ مَثَّلَ مِثَالًا فَقَدْ خَرَجَ عَنِ الْاِسْلَامِ، شیعوں کی کتاب من لایحضرہ الفقیہ صفحہ ۶۰ جلد ا۔

یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے قبر بنائی نئی پہلے وہ قبر نہ تھی بغیر مُردہ کے یا مثال بنائی قبر پس وہ خارج ہوا اسلام سے۔

یہ سب کو یاد ہے کہ تعزیہ میں مُردہ نہیں ہوتا، حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کا فیصلہ بھی منظور نہ کیا تو پھر ان کے شیدائی منکرِ علی کیوں نہ ہوں گے، تعزیہ بانس اور کاغذ کا دومنزلہ یا چار منزلہ مصنوعی مقبرہ بنانا یہ فیصلہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ اسلام سے

خارج ہوتا ہے۔"

دوسری حدیث

دوسری حدیث بھی سنئے آپ نے فرمایا:

مَنْ زَارَ قَبْرًا بِلَا مَقْبُوْرٍ وَهُوَ عَلَيْهِ اللَّعْنُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

یعنی جو ایسی قبر کی زیارت کرے جس میں مُردہ نہیں اُس پر خدا کی لعنت ہے قیامت تک۔

یہ پوشیدہ نہیں ہے کہ تعزیہ ایک ایسی قبر ہے جس میں مُردہ نہیں ہے اِس میں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود نہیں ہیں پس ایسے مقبرہ کی جس کو تعزیہ کہتے ہیں، زیارت کرنی مُوجبِ لعنت ہے، مسلمان بے چاروں کو اتنی خبر نہیں کہ ہم کس قدر گناہِ عظیم کر رہے ہیں: مسلمانو! بچو! تعزیہ بنانا تو ایک طرف اس کا دیکھنا بھی سخت گناہ ہے

اب میں رسالہ کا پہلا حصہ ختم کرتا ہوں انشاء اللہ دوسرا حصہ بھی جلدی تمہارے ہاتھوں میں ہے، دوسرے حصہ میں فضائل اصحابِ ثلثہ وخلافتِ آن وباغِ فدک ودیگر شبہاتِ شیعہ کا جواب لکھا ہے۔

تمت بالخیر